حافظ احسان الرحمٰن عثمانی
نائب مدیر ماہنامہ العصر پشاور

عظیم انسان کی بلند پایہ عظمتیں

29/اکتوبر 2015ء بروز جمعۃ المبارک بمطابق ۱۶/محرم الحرام ۱۴۳۷ھ کو استاذ العلماء والمحد ثین ،شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنی رحمہ اللہ پشاور کے پرائیویٹ ہسپتال (آر ایم آئی) میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے ۔اناللہ مااخذ ولہ مااعطیٰ وکل شئی عندہ باجل مسمی......

تجھے کیا خبر تیری یاد نے ہمیں کیسے ستا دیا
کبھی چھین گئیں یہ خوشیاں،کبھی محفلوں میں رُلا دیا

حضرت شیخ عمر کے طبعی تقاضے کی بنا پر کافی عرصہ سے بیمار تھے،مگر علاج ومعالجہ کے بعد وہ اس میں بہت حد تک افاقہ محسوس کرتے تھے،تدریس اور دیگر معمولات برابر جاری رکھے ہوئے تھے،گاہے گاہے بیماری کے باوجود بھی آپ پورے نشاط اوراستقامت کے ساتھ اپنے تدریسی مشاغل سرانجام دینے میں مصروف عمل رہتے اوراس دوران کسی قسم کی سستی اور کاہلی کو برداشت نہیں کرتے تھے،بلکہ تدریسی مشاغل کے ساتھ ساتھ مختلف دوسری محافل ومجالس کو بھی برابر رونق بخشتے ۔میرے خیال کے مطابق یہی بلند ہمتی اوراولو العزمی آپ کواحادیث نبویہ سے براہ راست مدتوں کی مناسبت کی وجہ سے نصیب ہوئی اورآپ کے حق میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی تھی کہ نضّر اللہ امرأ سمع مقالتی فوعاھا واداھا کماسمعھا چنانچہ آپ سے وابستہ حلقہ احباب مجھ سے اتفاق کریں گے کہ آپ کے چہرہ پر ہمہ وقت احادیث نبویہ کی کرنیں محسوس ہوتی تھیں ،ملتے وقت آپ ایک ہنس مکھ ،خوش باش اور باغ وبہار شخصیت دکھائی دیتے تھے،گویا آپ اس شعر کے مصداق تھے......

اھل الحدیث طویلۃ أعمارھم
ووجوھھم بدعا الرسول منضرا

قدیم وجدید کا سنگم

اگرایک طرف آپ نے دارالعلوم حقانیہ اور دیگر علمی درسگاہوں میں یہاں کے فلسفیانہ،محققانہ اور منطقی طرز استدلال پر خوب گرفت حاصل کی تو دوسری طرف بین الاقوامی جامعات کے جدید اسالیب تدریس سے بھی خوب

آگاہی حاصل کی ۔اس سے گویا آپ مجمع البحرین بن کر دونوں قسم کے ماحول میں بغیر کسی تردد کے مقبول رہے ۔چند سال قبل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں آپ ایک استاذ کے دکتورہ کے مناقشہ میں مناقشِ خارجی کے طور پر فرائض سرانجام دینے کے لیے تشریف لائے ،مجلس میں وطنِ عزیز کے کئی اساتذہ کے ساتھ سعودی عرب ،مصر، فلسطین اور دیگر ممالک کے کئی دکاترہ تشریف فرما تھے ،میں خود بھی اس مجلس میں حاضر تھا،دوران مناقشہ میں حاضرین کے چہروں کو پڑھ کر یقین کر رہا تھا کہ آپ دل کی گہرائیوں سے حضرت شیخ کے علمی تفوق پر حیرت واستعجاب کا مظاہرہ کررہے ہیں اور جونہی مناقشہ اختتام پذیر ہوا تو سب نے اس درویش اور ملنسار کو پکڑا اور اپنے روایتی انداز کے مطابق ماتھے کو خوب چوما۔

جہاں گئے نمایاں رہے

جس سال آپ کے دکتوراہ کا مناقشہ ہو رہا تھا تو رئیس جامعہ نے تمام طلبہ کو اپنی جانب سے عشائیہ دیا، کئی طلبہ نے رئیس جامعہ سے شکوہ کر کے یہ مطالبہ کیا کہ ہم بھی تو آپ کی رعیت میں ہیں،تو پھر کیوں یہ ترجیحی سلوک کیا جارہا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ آپ سب میرے بیٹے ہیں مگر شیر علی شاہ میرا وہ بیٹا ہے جس کا نان نفقہ میرے ذمہ ہے......

یہ اعجاز ہے حسن آوارگی کا کہ
جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے

ادب عربی میں اختصاص

ویسے تو حضرت شیخ کو مروجہ درسِ نظامی کی جملہ کتب میں دسترس حاصل تھا تاہم بطور خاص آپ کو تفسیر اور علوم تفسیر ،حدیث اور علوم احادیث، ادب عربی اور اس کے متعلقات میں ایک خاص ملکہ حاصل تھا۔جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ جانے سے قبل بھی طبعی طور سے آپ کو عربی زبان بولنے اور لکھنے سے ایک خاص مناسبت حاصل تھی اور پھر وہاں کے ماحول میں مزید اس میں نکھار پیدا ہوا۔یہ آپ کی خصوصیت تھی کہ آپ کو عربی زبان کے بے شمار قصیدے، اشعار ازبر یاد ہوتے آپ بلا تکلف اس کو پڑھ کر حاضرین مجلس سے خوب داد حاصل کرتے ۔ ساتھ ہی فارسی زبان اور اردو اشعار سے بھی آپ نے نفیس انتخاب کر کے کئی چیزوں پر احاطہ حاصل کیا۔پٹھان معاشرہ میں پلنے بڑھنے کے باوجود آپ کی اردو کی تحریرات اور تقریرات میں غایت درجہ کا ادبی ذوق ، بلا کی چاشنی اور اس کے راہ ورسم سے آپ خوب واقف تھے۔شعروشاعری اور ادب عربی سے آپ کے اس تعلق نے آپ کو قرآن فہمی میں ایک خاص مدد مہیا کی ،اور اس سے آپ پر علوم قرآن اور اس کے اعجاز کے رموز کھلے اور آپ نے بجا طور پر مفسر قرآن کا لقب حاصل

کیا، آپ ہی کا کہنا تھا کہ قرآن مجید کی تفسیر کے لیے دیگر متفق علیہ علوم سمجھنے کے ساتھ ساتھ عربی، فارسی اور اردو زبان کی شعر وشاعری کا بھی نفیس ذوق ہونا چاہیے جس سے کتاب اللہ کی فصاحت وبلاغت سے خوب شناسائی ملتی ہے۔

علوم حدیث پر وسیع وعمیق نظر

آپ جب مسند حدیث پر رونق افزوں ہوتے تو بخاری شریف اور ترمذی شریف میں صرف فقہی مباحث کے بیان پر اکتفا نہیں فرماتے بلکہ طلبہ کو علوم الحدیث سے آگاہی جس میں بطور خاص اسمائے الرجال پر آپ خوب توجہ فرماتے۔ دوران درس راویوں کا تعارف، ان کی رحلات علمیہ، اساتذہ اور شاگردوں کے دلچسپ خاکے، بلند پایہ علمی کارنامے اور معاصرین میں ان کی علمی عظمت کو نہایت شگفتہ انداز میں طلبہ کے سامنے بیان کرتے۔ جرح وتعدیل کے اصول وضوابط، ائمہ محدثین کے علمی میدان میں کارہائے نمایاں بیان کرنے کے بعد اہل الحدیث اور اہل الرائے کے امتیازی خصائص کو خوب واضح کرتے۔ گاہے گاہے آپ سند کے عجائب وغرائب بیان کرنے کے ساتھ عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایمان افروز واقعات رونے کی ایسی کیفیت میں بیان کرتے جس سے پوری درسگاہ کی آنکھیں اشک بار ہو جاتیں۔

اسی کشمکش میں گزری میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز وساز رومی کبھی پیچ وتاب رازی

آفتاب ومہتاب کی بیک وقت ضوافشانیاں

مجھے بذات خود حضرت شیخ سے استفادے کا موقع 2001ء میں اس وقت میسر ہوا، جب آپ نے اس سال افغانستان میں طالبان حکومت کی پس وپیش کے باعث دارالعلوم حقانیہ کی بجائے شعبان ورمضان میں جامعہ عثمانیہ کے قریب جامعہ امداد العلوم میں دورہ تفسیر پڑھانے کا عزم کیا۔ میری خوش قسمتی رہی کہ اس موقع پر محدث کبیر حضرت مولانا محمد حسن جان مدنی شہیدؒ اصول تفسیر کے حوالے سے ایک گھنٹہ پڑھاتے اور بعد ازاں آپ پانچ، چھ گھنٹے کے دورانیہ میں اپنے مخصوص طبعی بے تکلفی اور مسحور کُن انداز میں قرآن مجید کا درس دیا کرتے، بظاہر تعبیرات سیدھی سادھی ہوتی مگر علوم ومعارف کا ایک دریا بہا دیتے۔ دونوں جبال علم سے ہمیں بیک وقت استفادے کا حظ وافر نصیب ہوا۔ قرآن مجید کے درس کے دوران اگر ایک طرف آپ لفظی ترجمہ، شان نزول، اسباب وواقعات کو بیان فرماتے تو ساتھ ہی اعجاز قرآن، عربی قواعد کی تطبیق، تفسیر القرآن بالقرآن وبالحدیث النبوی اور تاریخی پس منظر کے ساتھ ساتھ اپنے تجربات ومشاہدات کو خوب دلچسپی سے بیان فرماتے۔ علوم نبویہ کے تشنگان آپ پر ہمیشہ ٹوٹ پڑتے، اس دورہ تفسیر میں بھی طلبہ کے علاوہ کئی علما اور فضلا بھی آپ سے استفادہ کو اپنا شرف اور اعزاز سمجھتے۔

قرآنی آیات کی عصری تطبیق

دوران درس اگرایک طرف آپ قرآن مجید کی لغت عربی میں نازل ہونے کی حکمتیں اور فصاحت وبلاغت کے مباحث چھیڑتے تو ساتھ ہی حضرت شیخ مولانا غلام اللہ خانؒ کے تفسیری ذوق کوضرور اپناتے ۔گاہے گاہے اپنے محبوب استاذ حضرت شیخ مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اورحضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب کے علمی نکات کو جہاد کی آیات میں ایسے عجیب پیرائے میں بیان فرماتے کہ جس سے طلبہ میں میدان جہاد کے حسین جذبہ کی آبیاری ہوتی ۔اتفاق سے ان دنوں میں افغانستان میں طالبان کے برسر اقتدار آنے اور ملامحمد عمر کی داستانیں ہرمحفل ومجلس میں تازہ تھیں،آپ قرآن کی تفسیر کے دوران باقاعدگی سے ان کے تمام کارناموں پر سیر حاصل بحث فرماتے ،عہد نبوی سے اس کو جوڑ کر حضرات صحابہ کی زندگیوں کی ایک جھلک اس کو کہتے رہے۔2002ء میں چارسدہ کے علاقہ ''حاجی آباد'' میں مشہور مداح رسول حاجی محمد امینؒ کے گاؤں میں سیرت النبی کانفرنس کا موقع تھا،حضرت والدمکرم کے ساتھ میں بھی حاضر تھا،اتفاقاان دنوں میں حضرت حاجی صاحب کے پوتے محمد اسحٰق افغانستان میں امریکہ کے ظلم وبربریت کا نشانہ بن کر جام شہادت پی چکے تھے۔آپ نے اس موقع پر خطاب کا آغاز قرآن کی آیت یاایھاالذین امنواتقوا اللّٰہ وکونوامع الصادقین سے کیااور ساتھ ہی غزوہ موتہ کے حوالہ سے اپنی حسین اوردلکش آواز میں ترنم کے ساتھ وہ حدیث پڑھی، بعث رسول اللہ صلی اللّٰہ علیه وسلم جیش الامراء، فقال علیکم زید بن حارثه، فان اصیب زیدفجعفر،فان اصیب جعفر فعبداللّٰہ بن رواحه الانصاری،آپ نے ان واقعات سے یہ کھل کر اظہار فرمایا کہ کیاتم دیکھتے نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے ان صحابہ کرام کی شہادت کی نوید سنارہے ہیں اور صحابہ خوش وخرم اور جذبہ جہاد سے سرشار ہوکر میدان کارزار کی طرف جانے کے لیے پرتول رہے ہیں۔اس موقع پر آپ نے کئی غزوات اور سرایا کا حوالہ دے کر حاضرین مجلس کو دل کی گہرائیوں سے فلسفہ جہاد سمجھایا۔آپ نے حاجی صاحب کے اہل خانہ کوتعزیت کے ساتھ ساتھ مبارک بادی کے ایسے پھول پیش کیے کہ جس سے یقیناً ان کے غم وحزن کے لمحات یکسر خوشی میں بدل گئے۔

انکساری وملنساری

حضرت شیخ اپنے بلند مقام،علمی تفوق،کبارعلماء کے استاذ ہونے کے باوجود نہایت ملنسار،درویش صفت اورتواضع وانکساری کے باب میں اپنی مثال آپ تھے۔استفادہ کے دوران آپ اسوہ نبویؐ کا نقشہ پیش کرکے طلبہ سے اتنے قریب ہوتے جیساکہ حدیث جبرئیل میں فاسندر کبتیه الی رکبتیه سے استاذ اورشاگرد کا قرب بیان کیاگیاہے۔آپ مااستنکرت من الاستفادۃ اور ومابخلت بالافادہ کا عملی مظہر تھے۔

ظاہری وجاہت

قدرت نے منور چہرے کے ساتھ مناسب قد وقامت اور خوب سلیقے سے نوازا تھا۔ ہمیشہ سفید قسم کا عمامہ نہایت بے تکلفی سے سر پر بجھاتے، جو آپ کی شخصیت کے ساتھ ایسی جچتی کہ شاید دوسرے اشخاص کے ساتھ وہی پگڑی اس روشنی کا باعث نہیں تھی۔

مرجع خاص وعام

طلبہ اور تلامذہ کے علاوہ دیگر عوامی حلقوں میں آپ اسوۂ نبوی کے پرتو تھے۔آپ اپنے دولت کدے پر حاضر ہونے والے مہمان کی وقت کے مناسبت کے ساتھ ایک طرف خوب ضیافت میں سخاوت کا مظاہرہ کرتے تو ساتھ ہی ان کو توجہ دینے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑتے۔اخلاقِ حسنہ اور اخلاقِ کریمانہ آپ کی زندگی کا وہ جز لا ینفك تھے کہ جس کی بنا پر آپ نے معاشرے کے ہر طبقہ کے دلوں کو گرویدہ بنایا تھا۔

ہر محفل میں میر محفل ہوتے

حضرت شیخ نے اگر ایک طرف اپنی زندگی کا گراں قدر متاع علوم نبویہ کی خدمت میں گزار کر ہزاروں تلامذہ اور سرمایہ خیر تیار کیا تو دوسری طرف اپنے دعوتی اسلوب کے ذریعے معاشرے میں بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔خلوص وللّٰہیت کا پیکر ہونے کے باعث آپ کی ہر بات اور آواز لوگ دل کی گہرائیوں سے قبول کرتے،آپ ہر محفل ومجلس میں وہاں کی مناسبت سے قرآن وحدیث اور اسلاف کی روشن تاریخ کو عصر حاضر کے حالات پر ایسے طریقے سے منطبق کرتے کہ اس کو قبول کرنے میں کوئی تامل نہ رہے۔یہ آپ کی عظمت تھی کہ آپ جملہ مکاتب فکر میں یکساں طور پر مقبول تھے۔بیشتر لوگ آپ کی ہدایات کی روشنی میں اپنا قبلہ درست کرتے۔عظمتوں کی اس داستان کی جب شام کے وقت غروب ہوئی اور سفر آخرت پر روانہ ہوئے تو خلقِ خدا نے عجیب مناظر دیکھے۔

کہاں سے تو نے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا بادشاہوں میں ہے، تیری بے نیازی کا

حضرت شیخ نے اپنے آثار علمیہ میں سب سے بڑا سرمایہ اپنے ہزار ہا تلامذہ چھوڑے جو بحمداللہ قرآن وحدیث کی تعلیمات پھیلانے میں سرگرم ہیں اور یہ آپ کیلئے تعلیمات نبویہ کے مطابق مستقل صدقہ جاریہ ہے۔

اہم تصانیف

آپ نے تالیف الکتب کی بجائے تالیف الرجال پر زیادہ توجہ دی۔تاہم بعض چیدہ موضوعات پر آپ کے علمی نقوش بھی تا دیر علمی حلقہ میں آپ کی یادگار رہے گے،جن میں بالخصوص تفسیر حسن بصری، تفسیر سورۃ الکھف

،مکانة اللحية في الاسلام ،زبدة القرآن ،زاد المنتهى شامل ہیں۔آپ کی رحلت کے بعد کئی دنوں تک آپ کی قبر سے خوشبو کی مسلسل مہک آپ کی قرآن وحدیث سے مقبول وابستگی کی غمازی کرتی ہے۔آپ کے جنازہ نے امام احمد بن حنبلؒ کی اس تاریخ کو دہرایا جو ہزارہا عیسائیوں کے ایمان لانے کا سبب بنا۔آج بھی اگر میڈیا کا دینی طبقہ کے ساتھ رقیبانہ اور دین دشمنی کا رویہ نہ ہوتا تو یقیناً اس موقع کو مکمل کوریج دے کر دینی مدارس کے حقیقی پیغام کو دنیا بھر میں پھیلا کر اسلام کے امن وسلامتی کے جھنڈے کو لہراتا۔اس موقع پر ادارہ ماہنامہ العصر حضرت شیخ کے صاحبزادوں مولانا ڈاکٹر سید امجد علی شاہ صاحب اور مولانا سید ارشد علی شاہ صاحب اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی انتظامیہ کے ساتھ اس حادثہ فاجعہ میں برابر کے شریک ہیں۔حق تبارک وتعالیٰ ہم سب پر حضرت شیخ کے فیوضات جاری وساری فرمائے اوران کی قبر پر لامتناہی انوارات نازل فرما کر انہیں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ہو اگر خود نگر، خود گرو خودگیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

اسلام
اور
عصر حاضر

عصر حاضر کی مادہ پرست تہذیب اور عالم اسلام پر اس کے فکری ،تمدنی اور عملی اثرات کا جائزہ، علمی و دینی فتنوں تجدد و استشراق اور فرق باطلہ کا تعاقب موجودہ دور کے سائنسی معاشی ،تمدنی، اخلاقی معاشرتی اور آئینی مسائل میں اسلام کا موقف، قانون فتح وشکست اوراسباب عروج وزوال الغرض بیسویں صدی کے کارزار حق وباطل میں اسلام کی بالادستی کی ایک جھلک......

مولانا سمیع الحق

ناشر: جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ